روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ منگل ۲۵- رجب ۱۴۱۱ھ، ۱۲- تبلیغ ۱۳۷۰ہش، ۱۲- فروری ۱۹۹۱ء نمبر ۳۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کارکنوں کے تقویٰ کا معیار بڑھائیں

"تمام امراء اور تمام عہدیداران کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان کی اپنی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ جہاں وہ اپنے لئے متقیوں کا امام ہونے کی دعا کریں۔ وہاں اپنے ماتحتوں کا تقویٰ کا معیار بڑھانے کی کوشش کریں"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ذرا سوچو اور سمجھو۔ خدا کے واسطے عقل سے کام لو۔ اور اس لئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو۔ راستباز اور متقی بنو۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے۔ لیکن وہ جوہرِ قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے۔ لیکن کوئی جگہ اس بارش سے گلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اُگتی ہیں۔ اور کہیں وہی قطرۂ بارش سمندر کی تہ میں جا کر ایک گوہرِ شاہوار بنتا ہے۔ بقول کسے ع

در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

اگر زمین قابل نہیں ہوتی تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ اُلٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۵)

"تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مالِ حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بدی کو نیکی سے دُور کرو۔ اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے۔ بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا۔ اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی۔ جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے۔ لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ع

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۰-۵۱)

سانحہ ارتحال

○ نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری عبدالخالق صاحب مربی سلسلہ و سابق استاذ جامعہ احمدیہ ابن مکرم حافظ احمد دین صاحب آف چک سکندر ضلع گجرات مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۱ کو ۸۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ کی نماز جنازہ ۲۶ جنوری کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی۔ اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ موصوف کو غانا اور ایران میں ایک عرصہ تک بطور مربی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ کئی سال جامعہ احمدیہ میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم چوہدری صاحب موصوف کو اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

○ محترم حضرت نواب محمد دین صاحب کی بڑی صاحبزادی محترمہ شریفہ بیگم صاحبہ بیگم مکرم چوہدری محمد لطیف صاحب باجوہ تلونڈی عنایت خان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ مورخہ ۷ فروری بروز جمعرات صبح ساڑھے آٹھ بجے کراچی میں وفات پا گئیں۔

آپ موصیہ تھیں۔ محترم چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت ساہیوال اور مجیدہ شاہنواز صاحبہ کی ہمشیرہ تھیں۔ اگلے دن جنازہ ربوہ لایا گیا۔ بعد نماز جمعہ بیت الاقصیٰ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئیں۔ تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ وسیم احمد صاحب نے دعا کرائی۔ آپ نے ۹۰ سال سے زیادہ عمر پائی۔ احباب سے بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

طہور احمد باجوہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں
"جب انسان کو کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور عجز و مصیبت کی حالت نہیں رہتی تو جو شخص اس وقت انکسار کو اختیار کرے اور خدا کو یاد رکھے وہ کامل ہے"۔

جیسی اعلیٰ نیّت ہو ویسا ہی اعلیٰ نتیجہ نکلتا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ عمل کے ساتھ جب تک نیت نہ ہو عمل کوئی چیز نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیٹے کو قربان کرنا چاہا مگر آپ کی نیت بہت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ قربانیاں تو بہت بہت لوگوں نے کیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس ایک قربانی کو کوئی نہیں پہنچتی۔ کیونکہ جو نیت ان کی تھی ویسی کسی کی نیت نہیں۔ مثلاً جنگ احد میں مشہور ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو ایک صحابیہ عورت گھبرا کر مدینے سے نکل آئی اور ایک شخص سے جو میدان جنگ سے واپس آرہا تھا اس نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس نے اس کا تو کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ تیرا باپ شہید ہو گیا ہے۔ عورت نے کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا تیرا بھائی بھی شہید ہو گیا۔ عورت نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال پوچھتی ہوں۔ وہ شخص چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر و عافیت دیکھ آیا تھا۔ اس لئے بے فکر تھا اس نے کہا۔ اے عورت تیرا خاوند بھی مارا گیا۔ اس نے کہا۔ میں تجھ سے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ	قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰- تبلیغ ۱۳۷۰ ہش ۱۰- فروری ۱۹۹۱ء

صبر اور تائید خداوندی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں :

"صبر بڑا جوہر ہے ۔ جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصے سے بھر کر نہیں بولتا اسکی تقریر اپنی نہیں ہوتی ۔ بلکہ خدا تعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے ۔ جماعت کو چاہیئے کہ صبر سے کام لے اور مخالفین کی سختی پر سختی نہ کرے اور گالیوں کے عوض گالی نہ دے .... صبر جیسی کوئی شے نہیں مگر صبر کرنا بڑا مشکل ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے ۔"

یوں تو ابتدا ہی سے احمدیہ جماعت کیلئے مختلف جہات سے مشکلات پیدا کی جاتی رہی ہیں اور اسکی مخالفت میں زور لگایا جاتا رہا ہے اور ہر نوع کی روک کھڑی کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے لیکن جن حالات میں سے جماعت اب گزر رہی ہے یہ خصوصی طور پر ابتلاء ہی کا زمانہ کہلا سکتا ہے ۔

ویسے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ اپنی سنّت کے مطابق ساری دنیا میں جماعت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی بھی عطا کر رہا ہے ۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے صبر کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہ آجکل ہمارے لئے خصوصی اہمیّت کا حامل ہے ۔ ہمیں صبر کا جوہر پیدا کرنے اور اسے کمال تک پہنچانے کی ضرورت ہے ۔ ہمارے متعلق کچھ بھی کہا جائے ہمیں صبر سے سن لینا چاہیئے ۔ اور گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو کو اپنا ماٹو بنا لینا چاہیئے ۔ ہمیں یہ یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ صبر کمزوری کی علامت نہیں بلکہ حقیقی طاقت ہی صبر میں ہے جو جتنا زیادہ صبر کرتا ہے اتنا ہی زیادہ طاقتور ہے ۔ اور اپنی طاقت کو تو رکھئے ایک طرف ۔ یہ بات اپنے سامنے لائیے کہ جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے ۔ دنیا میں سب سے بڑی طاقت تو اللہ تعالیٰ کی تائید ہے ۔ جسے اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہو جائے اس کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ساری دنیا مل کر بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی ۔ اگر انسان نے اپنی طاقت کے ساتھ کسی کا مقابلہ کرنا ہو تو جیت کا بھی امکان ہے اور ہار کا بھی ۔ لیکن اگر کسی شخص نے خدا تعالیٰ کی طاقت اور اسکی تائید کے بل بوتے پر کسی کا مقابلہ کرنا ہو تو ہارنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ اسکی جیت ہی جیت ہے ۔

پس اگر ہم ویسا ہی صبر اختیار کریں جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں تو ہمیں اس یقین سے ہر قسم کے حالات میں سے گذرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے اور اسکی تائید کی وجہ سے ہماری کامیابی ہی کامیابی مقدّر ہے ۔

ہار اور جیت خدا کے ہاتھ میں ہے اور بس وہ جانے
کس کا جرم ہے کس سے بڑھ کر خود مانے نہ مانے
ہم تو حق کی جیت کے خواہاں ہیں اور اس پر خوش ہیں
لوگ ہمیں دیوانے کہہ لیں یا کہہ لیں فرزانے

ابو الاقبال

پھر مجھے اندلس بلانے لگا
میں بھری کشتیاں جلانے لگا

کھل رہے ہیں قفس کے دروازے
کون آیا ہے ؟ کون جانے لگا؟

اپنی طاقت کے بل پہ اک ناداں
ہم فقیروں کو آزمانے لگا

پہلے پوچھا ہمارا نام پتہ
پھر ہمیں گالیاں سنانے لگا

ہم نے اس کو پیام زلیست دیا
وہ ہمیں موت سے ڈرانے لگا

اس کو چین آ سکا نہ کرسی پر
میں سرِ دار مسکرانے لگا

اس نے گل کر دیئے چراغ تو میں
اشک در اشک جھلملانے لگا

آنکھ سے آنکھ تک چراغ جلے
شہر کا شہر جگمگانے لگا

جو مسلّط رہا تھا سال ہا سال
نام تک اس کا بھول جانے لگا

دِل تشکّر کے جشن میں مضطرؔ
فرطِ لذّت سے جھوم جانے لگا

چوہدری محمد علی

عالم اسلام کیلئے دعاؤں کی تحریک

خلیج کی جنگ کے نتیجے میں آج مسلمانوں کے لئے نہایت تشویشناک صورت حال پیدا ہو چکی ہے ۔ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ خلیج کی جنگ کے حوالے سے عالم اسلام کے لئے دعاؤں کی بار بار تحریک فرما چکے ہیں ۔

احباب حضور کے ارشاد کے مطابق دعائیں جاری رکھیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

ایک اور صحابیؓ نے بتایا کہ مجھے توحید کی اسطرح سمجھ آئی کہ میں ایک دفعہ سفر پر گیا تو میں نے اپنے ساتھ آٹے کا ایک بت بنا کر رکھ لیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ راستے میں ہمارا آٹا ختم ہو گیا۔ اور بھوک نے ہمیں بے قرار کر دیا ہم نے بہت کوشش کہ کسی طرح کوئی چیز مل جائے۔ تو ہم گذارہ کر سکیں مگر ہمیں چیز نہ ملی جب بھوک نے ہمیں سخت تنگ کیا تو ہم نے اسی بت کو کوٹ کاٹ کر آٹا گوندھ لیا اور روٹی پکا کر کھا گئے جب ہم خوب سیر ہو چکے تو مجھے اپنے آپ پر ہنسی آئی کہ میں بھی کیسا احمق ہوں کہ جس وجود کو کوٹ کاٹ کر ہضم بھی کر گیا اس کو میں اپنا خدا اور حاجت روا سمجھتا رہا ہوں چنانچہ اس کا ردِ عمل یہ ہوا کہ سفر سے واپس آتے ہی میں مسلمان ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کی اسی عجز اور بیچارگی کی طرف توجہ دلائی اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ کیا یہ تمہیں کوئی نفع دیتے ہیں۔ یا تمہارے دشمنوں کو ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے شرمندہ ہو کر کہا کہ نتیجہ تو کیا، کچھ نہیں نکلتا۔ لیکن ہم نے اپنے باپ دادوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایسا ہی کرتے تھے اسلئے ہم نے بھی بتوں کی پرستش شروع کر دی۔ ان کا یہ جواب بالکل ایسا ہی تھا۔ جیسے حضرت امام جماعت اوّل (اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک بادشاہ کے دربار میں صفائی کرنے کیلئے ایک خاکروبہ اور ایک خاکروب آیا کرتا تھا۔ اس خاکروب اور خاکروبہ نے سؤر پال رکھے تھے۔ اتفاقاً سؤر کا ایک بچہ مر گیا۔ پالے ہوئے جانور سے بھی انسان کو محبت ہو جاتی ہے۔ ان کے لئے سؤر کا بچہ ایسے ہی تھا جیسے ہمارے لئے گھوڑا یا کوئی اور جانور۔ دربار کی صفائی کرتے ہوئے خاکروبہ کو اس سؤر کے بچے کا خیال آگیا اور وہ دربار کی ایک دیوار کے ساتھ اپنا سر رکھ کر رونے لگ گئی۔ اتنے میں دربار کا ایک چپڑاسی آیا اور اس نے خاکروبہ کو روتے دیکھ کر خیال کیا کہ خدانخواستہ اندر کوئی حادثہ ہو گیا ہے جس کا مجھے پتہ نہیں لگا۔ اگر کسی نے مجھے دیکھ لیا کہ میں رو نہیں رہا۔ تو مجھ پر بے وفائی کا شبہ کر لیا جائے گا۔ اسلئے وہ بھی رونے لگ گیا پھر ایک چوبدار آیا اس نے جو دیکھا کہ یہ دونوں رو رہے ہیں تو سمجھا ضرور کوئی واقعہ ہوا ہے جسکا مجھے پتہ نہیں لگا اگر کوئی شخص آگیا اور اس نے دیکھ لیا کہ میں رو نہیں رہا تو وہ خیال کرے گا کہ مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خیال کر کے وہ بھی مصنوعی طور پر رونے لگ گیا۔ پھر کلرک آئے انہوں نے بھی ان لوگوں کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ پھر چھوٹے افسر آئے درباری آئے، وزراء آئے، انہوں نے خیال کیا کہ ہمارا تو کام تھا کہ ہم ہر وقت خبر رکھیں لیکن ہمیں اس حادثے کا کوئی علم نہیں ہوا۔ ضرور کوئی بات ہوئی ہے۔ جسکی وجہ سے یہ لوگ رو رہے ہیں۔ اگر ہم نہ روئے تو ہم پر بے وفائی کا شبہ کر لیا جائے گا۔ یہ خیال کر کے وہ بھی رونے لگ پڑے۔ اور بڑے بڑے آدمیوں نے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے آنکھوں پر رومال رکھ کر رونا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک بڑا وزیر آیا وہ کچھ عقلمند تھا وہ رویا نہیں۔ اس نے پاس والے وزیر سے دریافت کیا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ اسنے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ میرے پاس والے وزیر رو رہے تھے۔ اسلئے میں بھی رونے لگ گیا۔ اس نے کہا کہ اس سے پوچھو کیا بات ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا مجھے تو علم نہیں۔ میرے ساتھ والا وزیر رو رہا تھا۔ آخر بات خاکروبہ تک پہنچی اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ میرا سؤر کا بچہ مر گیا تھا۔ مجھے وہ یاد آ گیا تھا۔ تو میں نے رونا شروع کر دیا۔ جسطرح ایک خاکروبہ کو روتے دیکھ کر سارا دربار رونے لگ گیا تھا۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں تھی اسی طرح انہوں نے کہا کہ ہم نے تو اپنے باپ دادا کو دیکھا تھا کہ وہ ان بتوں کی پرستش کرتے تھے جب ہم نے دیکھا کہ وہ ان بتوں کے آگے ہاتھ جوڑتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ تو ہم بھی ہاتھ جوڑنے اور سجدہ کرنے لگ گئے۔

بیماری کے متعلق یاد رکھو کہ انسان کی کئی حالتیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ تو اس حالت میں ہوتے ہیں کہ ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ان کی روح بیمار ہے یا نہیں۔ ان کی حالت ایسی ہے جیسے بعض اوقات کسی کو بیماری ہوتی ہے مگر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسے جن چمٹ گیا ہے۔ اور اسے نکالنے کے لئے مریض کو مار مار کر مار ہی دیتے ہیں۔ ابھی امرتسر میں (قبل از تقسیم برصغیر) ایک واقعہ ہوا ہے ایک شخص بیمار ہو گیا اس کا جن نکالتے ہوئے اسے مار مار کر مار دیا گیا۔ اب پولیس جن نکالنے والے کی تلاش میں ہے ---- یہ باتیں میں نے اس لئے بتائی ہیں تا معلوم ہو جائے کہ لوگوں کی حالت کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور بعض جاہل ایسے ہیں جو مرض کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ ابھی چند دن ہوئے ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا میرے لڑکے کو جن چڑھ گیا ہے اور وہ جن سکھ ہے۔ جو کہتا ہے کہ ایک دیگ پکا کر میرے لئے نیاز چڑھاؤ۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی بتا گیا ہے کہ امام صاحب سے پوچھ لینا۔ اس پر میں نے ڈاکٹر (حشمت اللہ صاحب) کو بھیجا کہ جا کر جن نکال آئیں۔ جب ڈاکٹر صاحب گئے تو وہ لڑکا اسی سکھ کا نام لے۔ اس کے سوا کچھ نہ کہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس سے انگلوانا شروع کیا اور وہ بولنے لگ گیا۔ دراصل یہ ایک بیماری ہوتی ہے بچے بھی جو قصے سنتے ہیں ان کو اپنے اوپر وارد کر لیتے ہیں اب اگر کسی پر یہ ثابت کر دیں کہ اس کو جن نہیں چڑھا بلکہ بیماری ہے تو علاج کی طرف توجہ کرے گا لیکن اگر اس پر یہی بات ظاہر نہیں تو اسے علاج کی طرف بھی توجہ نہ ہو گی۔ لیکن علاج کی طرف بھی توجہ ہو جائے تب بھی یہ سوال رہ جاتا ہے کہ علاج اس مرض کا کیا ہے۔ مثلاً بعض لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انگریزی دوائیں گرم خشک ہوتی ہیں۔ ان کو استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت امام جماعت اول سناتے تھے ایک رئیس کا لڑکا بیمار تھا مجھے اس کے علاج کے لئے بلایا گیا ایک اور طبیب صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ میں نے گھر والوں کو پوچھا مریض کو تھرما میٹر لگایا گیا ہے یا نہیں۔ انہوں نے بتایا نہیں لگایا، میں نے کہا لگا کر دیکھ لیں۔ میری یہ بات اس طبیب نے بھی سن لی۔ وہ کہنے لگا بس اب میں جاتا ہوں۔ انگریزی دوائیں گرم خشک ہوتی ہیں۔ مریض کو تکلیف ہو گی اور نام میرا ہو گا۔ میں نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ یہ کوئی دوائی نہیں۔ بلکہ آلہ ہے جو بغل میں یا منہ میں رکھ کر حرارت کا اندازہ لگایا جاتا ہے مگر وہ یہی کہتا رہا کہ انگریزوں کی ہر چیز گرم خشک ہوتی ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہالت کی وجہ سے بیماری کا علم ہو جانے پر بھی انسان صحیح علاج سے محروم رہ سکتا ہے۔ لیکن علم کے بعد بھی ایک مرحلہ انسانی تدبیر کا باقی رہ جاتا ہے یعنی اس علم کا استعمال کرنا۔ مثلاً کسی شخص کو اگر معلوم ہو جائے کہ کونین ملیریا کی اعلیٰ درجہ کی دوائی ہے۔ تو اس علم سے اس کا بخار نہیں دور ہو جائے گا۔ بخار اسی وقت اترے گا جب مریض کونین کھائے گا۔ پس کسی بات کا علم ہو جانا بھی کافی نہیں۔ جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے۔ مگر دین کے معاملے میں لوگوں میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ کسی دینی بات کا سمجھ لینا ہی کافی ہے حالانکہ لوگ دنیا کے کسی معاملے میں یہ کافی نہیں سمجھتے۔ جب دنیا کے معاملات میں محض علم ہونا کافی نہیں ہوتا تو دین کے معاملے میں کس طرح کافی ہو سکتا ہے پس یہ غلط خیال ہے کہ ہم نے فلاں بات کو سمجھ لیا ہے اور یہی کافی ہے دین کے معاملے میں اکثر لوگ تو دین سے واقف ہی نہیں ہوتے اور جو واقف ہوتے ہیں ان میں سے بھی اکثر صرف سمجھ لینا کافی سمجھتے ہیں۔ جو بڑی خطرناک غلطی ہے۔ دیکھو یہ مان لینا کہ خدا تعالیٰ ایک ہے اس کی طرف سے رسول آتے ہیں .... یہ تو علم ہے مگر کیا صرف یہ مان لینے سے کوئی خدا کا مقرب بن سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ جس طرح یہ معلوم ہو جانے سے کہ ہسٹیریا ایک مرض ہے وہ مرض دور نہیں ہو سکتی جس طرح یہ سمجھ لینے سے کہ تھرما میٹر بخار معلوم کرنے کا آلہ ہے۔ بخار کا درجہ معلوم نہیں ہو سکتا اور جس طرح یہ پتہ لگ جانے سے کہ کونین سے بخار اتر جاتا ہے بخار دور نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ...... صرف مان لینے سے نجات نہیں ہو سکتی۔ جب تک آپ کے احکام پر بھی عمل نہ کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کو واحد ماننا کافی نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے ملنے کے راستے پر عمل نہ کیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک آپ کے احکام پر عمل نہ کیا جائے (....) کو مان لینے سے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ کے احکام بھی نہ مانے جائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ خدا تعالیٰ کو واحد ماننا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعتراف کرنا اور .... پر ایمان لانا بے فائدہ ہے یہ بھی بہت بڑے کام کی چیز ہے اور بہت اعلیٰ درجے کی نعمت ہے۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ صرف اتنا ہی

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالباسط شاہد

البانیہ میں مذہبی آزادی

۲۰ جنوری کے اخبار جنگ میں ایک چھوٹی سی خبر تھی کہ "تہران - البانیہ میں ۲۳ سال بعد دوبارہ حاصل ہونے والی مذہبی آزادی کے بعد گذشتہ روز ہزاروں مسلمانوں نے نماز جمعہ ادا کی اس سلسلہ میں سب سے بڑا اجتماع تہران کی مرکزی جامع مسجد میں ہوا جہاں سینکڑوں افراد نے مسجد کے اندر نماز ادا کی جب کہ قریباً پندرہ ہزار افراد مسجد کے باہر موجود تھے۔ واضح رہے کہ ۱۹۶۷ء سے قبل جب البانیہ کی ۶۵ فیصد آبادی مسلمان تھی جب سابق کمیونسٹ رہنما انیور ہاکسا نے البانیہ کو یورپ کی واحد اور مکمل لادینی ریاست بنانے کے لئے البانیہ میں تمام مذاہب پر پابندی لگا دی تھی"

اس خبر کے پڑھنے سے بعض نئے اور پرانے واقعات کی یاد تازہ ہوئی جو بڑھتے مذاہب کی ساری معلوم تاریخ پر حاوی ہو گئی۔

البانیہ کے ڈکٹیٹر نے مسلمانوں پر ہر قسم کی پابندی عائد کرتے ہوئے اہالیان البانیہ بلکہ دوسرے علاقوں کے لوگوں کو بھی یہ بات ضرور سمجھانے کی کوشش کی ہوگی کہ یہ پابندی وقت کی اہم ترین ضرورت اور ملک و قوم کے بہترین مفاد میں ہے اور اس اقدام کی وجہ سے ان پر ہر قسم کی ترقیات کے دروازے کھل جائیں گے اور اس نے یہ بھی یقین کر لیا ہوگا کہ اس کی انتہائی ضروری اور مفید پالیسی کی وجہ سے البانیہ سے ہمیشہ کے لئے مذہب کا نام ونشان مٹ جائے گا اور اسے نئے البانیہ کا بانی اور قوم کا ہیرو قرار دیا جائے گا۔

آج سے چودہ سو سال پہلے سرزمین عرب میں بر و بحر کی ظلمتوں اور تاریکیوں کو دور کرنے والی روشنی نمودار ہوئی تو تاریکی میں مست اور اپنی اس حالت پر مغرور و متکبر لوگوں نے اسے پسند نہ کیا اور اس روشنی کو بجھانے کے لئے ہر قسم کی کوششیں شروع کر دیں۔ ان کوششوں میں بائیکاٹ - قطع تعلق - ہر طرح کا سماجی و سیاسی دباؤ - قتل و خونریزی وغیرہ کی قسم سے کوئی امر باقی نہ رہنے دیا گیا۔ مسلمانوں کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں چھپ چھپ کر نمازیں ادا کریں۔ تلاوت قرآن کریم پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی۔ تبلیغ پر بھی پابندی تھی ..... ایسی پابندیاں لگانے والوں نے ضرور یہ سوچا ہوگا کہ وہ اپنی مذہبی و سماجی روایات کی حفاظت کا جہاد کر رہے ہیں ...... مگر نتائج ان کی توقع اور خواہشات اور کوششوں کے بالکل برعکس نکلے اور وہ کام جس کی بنیاد خدا تعالیٰ نے رکھی تھی اسے دن دگنی رات چوگنی ترقی حاصل ہوتی چلی گئی۔

اس عظیم تاریخی حقیقت سے بھی کوئی چھ سو سال پہلے سرزمین فلسطین نے بھی ایک ایسا ہی عجیب ماجرا دیکھا کہ وہ آواز جو لوگوں کو حق کی طرف بلانے کے لئے بلند ہوئی تھی اس کی اتنی شدت سے مخالفت کی گئی کہ وقت کے آمروں نے مخالفت کرنے والوں کے بد ارادوں اور خوفناک عزائم کو دیکھتے ہوئے اسی میں عافیت سمجھی کہ خدا کے برگزیدہ رسول کو صلیب پر لٹکا دیا جائے۔ انہوں نے اپنی مخالفانہ کوششوں میں کوئی کمی نہ کی۔ ابتدائی ایمان لانے والوں کی اذیت رسانی کے لئے نئے نئے انداز اختیار کئے گئے۔ بعض دفعہ تو یہ صورت بھی پیش آئی کہ خدا کے نام کی اشاعت کرنے والے طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنتے ہوئے عالم جاودانی کو سدھار گئے تو ضد و تعصب اور غیض و غضب کی آگ میں جلنے والوں نے ان کی ہڈیوں کو زمین سے نکال کر اپنی آتش غضب کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی

قرآن مجید نے مذاہب عالم کی جو یقینی تاریخ محفوظ فرمائی ہے اس کا ماحاصل یہی ہے کہ ہر خدائی پیغام کو دبانے کے لئے طاغوتی طاقتیں اپنا پورا زور لگاتی ہیں مگر یہ حقیقت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ چمگادڑ کی طرح روشنی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لینے والے تاریکی و ظلمت کے ہاتھوں کو ہمیشہ ہی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور ان کے مظالم و ایذا رسانیاں خود ان کی ہی حسرت ناک ناکامی و نامرادی کا باعث بنیں اور "ضرور میں اور میرے فرستادہ ہی غالب رہیں گے" کی بشارت ہر حال میں پوری ہوتی رہی۔

البانیہ میں مسلمانوں پر مذہبی پابندی لگائی جانے کے بعد دوبارہ آزادی کا ملنا اور مسلمانوں کا انتہائی جوش و خروش سے جمعہ کی نماز پڑھنا بھی اس بات کی دلیل ہے

شذرات

ن۔ سین

خلیجی جنگ یا اسلام اور عیسائیت کا مناقشہ

ترکی کے وزیر اعظم ترگت اوزال نے دنیا کو متنبہ کیا ہے کہ خلیج کی جنگ آہستہ آہستہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان مناقشہ پیدا کر دے گی۔ دونوں مذاہب پر سختی سے عمل کرنے والے اور قدامت پسند اس جنگ کو اپنے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ آپ انقرہ میں ہونے والی ایک گفت و شنید میں حصہ لے رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ اس جنگ کے زخم صرف اس صورت میں مندمل ہو سکتے ہیں کہ مشرق وسطی میں اقتصادیات کو تعاون کے ساتھ منظم کیا جائے اور حفاظتی انتظامات کو بھی بہتر بنایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ترکی اس بات پر آمادہ ہے کہ وہ اس علاقے میں آب پاشی کے پروگراموں کے ذریعے اقتصادیات کو بہتر بنائے۔ ایتھنز میں نشر کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق ترگت اوزال کا ایک نجی یونانی ٹیلیویژن نے انٹرویو لیا ہے اس میں وزیر اعظم نے کہا کہ ترکی اپنی حدود کی توسیع کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ اس کی ہرگز یہ خواہش نہیں ہے کہ وہ شمالی عراق کے کسی حصے کو اپنے ساتھ ملا لے۔ ترکی تو صرف یہ چاہتا ہے کہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل نے جو قراردادیں پاس کی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ ان کا اشارہ خاص طور پر کویت سے عراق کی فوجوں کی طرف تھا۔ انہوں نے کہا کہ ترکی اس بات میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا کہ ۱۹۲۳ء کا معاہدہ لوزانے پر نظر ثانی کی جائے۔ جس کے ذریعے موصل کا کردی صوبہ عراق کا حصہ بنا لیا گیا تھا۔ ترکی میں کردوں کی ایک بہت بڑی تعداد آباد ہے۔ مسٹر اوزال نے کہا اب یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اور ترکی عراق کے کسی علاقے پر اپنا دعویٰ پیش نہیں کرتا۔ ایران اور شام میں بھی کردوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ انہیں اس بات کا خطرہ ہے کہ اس خلیج کی جنگ کے بعد کردوں کو ایک مستقل فیڈریشن بنا دیا جائے جسے ترکی کی حفاظت میں دے دیا جائے۔ ترکی میں ۱۲ ملین ترک موجود ہیں۔ ایران میں ۵ ملین، عراق میں ۴ ملین اور شام میں ایک ملین۔ مسٹر اوزال نے یہ بھی کہا کہ ترکی مسلمان اور عیسائی دنیا کے درمیان ایک پل کا درجہ رکھتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ موجودہ تنازعے کے تناظر میں بعض لوگ اسلام اور عیسائیت کا آپس میں جھگڑا کھڑا کرنا چاہتے ہیں خاص طور پر اس لئے بھی کہ اب سرمایہ داری اور کمیونزم کا جھگڑا ختم ہو گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک اس تعلیم پر عمل نہ کیا جائے کہ ہر شخص کو اپنی مرضی اور پسند کا مذہب اختیار کرنے کا حق حاصل ہے اور ایک دوسرے کو بات سمجھائی تو جا سکتی ہے لیکن اس سلسلے میں کسی مناقشہ کی گنجائش نہیں ہے ایک دوسرے کا احترام کیا جائے۔ اور سب کو وہ کچھ ماننے دیا جائے جو وہ ماننا چاہتے ہیں۔ یہی ایک بات ایسی ہے جو دنیا میں مذہبی امن قائم کر سکتی ہے اس کی عدم موجودگی میں نہ صرف اسلام اور عیسائیت کے جھگڑے کا امکان ہے بلکہ باقی تمام مذاہب بھی ایک دوسرے کو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے دنیا کے امن کی بربادی کا باعث بن سکتے ہیں۔

ٹیونس میں شکار

ٹیونس کے علی ابروغی جو ٹیونس کے قدرتی اور ماحولیاتی امور کی حفاظت کے ٹیونس ایسوسی ایشن کے صدر ہیں کہتے ہیں کہ اس بات کا تو انہیں بہت افسوس ہے کہ خلیج میں تیل بہہ جانے کی وجہ سے اس پانی اور قریب کے صحرا میں جانوروں کو مشکل آن پڑی ہے اور شائد کئی سال تک وہاں کے جانور اس مشکل کا سامنا کرتے رہیں لیکن اس بات کی مجھے خوشی ہے کہ اب خلیج کے لوگ کئی سالوں کے بعد پہلی دفعہ ٹیونس شکار کے لئے نہیں آئے ٹیونس میں خاص طور پر ہوبارا بسٹرڈ کا وہ شکار کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی ذاتی کشتیوں پر یا مال بردار ہوائی جہازوں پر یا اپنی مرسیڈیز پر ایئرکنڈیشنڈ خیمے اور جانوروں کی ہلاکت کے لئے عقاب اور شکار کے لئے بندوقیں لے کر آیا کرتے تھے۔ عقاب کے ساتھ شکار انہیں بہت مرغوب ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور چونکہ اپنے ملک میں ہوبارا کم ہو گیا ہے اس لئے وہ ایران پاکستان اور شمالی افریقہ جا کر شکار کرتے ہیں جہاں تک عقاب کا تعلق ہے۔ اگر اچھا شکار کرنے والا عقاب ہو تو اس کی قیمت ۵۰۰۰، امریکی ڈالر تک ہو سکتی ہے۔ اور یہ لوگ ساٹھ ساٹھ عقاب لے کر آیا کرتے تھے۔ یعنی ایک ایک شخص کے ساتھ ساٹھ ساٹھ عقاب ہوا کرتے تھے۔ ان عقابوں کو شکار کی خوب مشق کروائی ہوتی ہے۔ اور یہ جہاں بھی جاتے ہیں جانوروں کی تباہی کا سامان کر دیتے ہیں۔ ہوبارا جس کا وزن عام طور پر دو کلو گرام ہوتا ہے پاکستان سے لے کر مراکش تک پایا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کا شکار بہت کیا جاتا ہے اس لئے اب اس کی تعداد کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ٹیونس ہی میں ۱۹۸۰ء میں ۱۷۰۰ کے قریب ہوبارا موجود تھا۔ لیکن اب وہاں صرف ۲۰۰ کی تعداد میں پایا جاتا ہے۔ اگر خلیج کے امراء ٹیونس میں شکار کے لئے نہ آیا کرتے۔ تو ابرو غی کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس اس وقت کئی ہزار کی تعداد میں یہ جانور موجود ہوتا۔ انہیں اس بات کا شکوہ ہے کہ ٹیونس کے حکام ان لوگوں کو وی۔ آئی۔ پی کا درجہ دیتے تھے۔ اور اس بات کی انہیں کوئی پرواہ نہ تھی کہ ان کے اپنے صحراؤں میں جانوروں پر کیا بیت رہی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بات پر تو بڑی پریشانی ہے کہ مچھلیاں اور مرغابیاں اور ایسے ہی دوسرے جانور خلیج میں اب مشکل میں ہیں۔ یہ خاص طور پر دہران کے جنوب میں زیادہ پائے جاتے ہیں لیکن اس بات کی خوشی ہے کہ اب ہمارے ملک میں ان جانوروں کی نسل کسی حد تک بڑھائی جا سکے گی۔

خلیج اور جنوبی افریقہ

خلیجی جنگ مختلف ملکوں پر مختلف طریقوں سے اثر انداز ہو رہی ہے۔ جنوبی افریقہ میں جہاں نسل پرستی کی انتہا دیکھی جا سکتی ہے وہاں بھی اس جنگ نے اپنا اثر کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ سیاہ فام لوگ جو انتہائی بائیں بازو سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ سفید فام لوگ جو انتہائی دائیں بازو سے تعلق رکھتے ہیں ان دونوں نے آپس میں گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ اگرچہ عام زندگی میں ان کا اختلاف بہت زیادہ ہے لیکن اب وہ اس بات پر متحد ہو گئے ہیں کہ امریکہ کی راہنمائی میں اتحادیوں نے جو خلیج میں جنگ چھیڑی ہے۔ اور عراق پر تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں انہیں فوری طور پر رکوایا جائے۔ نیلسن منڈیلا کی بیوی ونی جو سفید فام برتری کے خلاف جنگ لڑتی ہیں نے اس بات کا تقاضا کیا ہے کہ امریکہ خلیج کے علاقے سے باہر نکل آئے۔ اس کے علاوہ سفید فام تنظیم جو نسل پرستی کی قائل ہے۔ اس نے بھی اس بات کی خواہش کی ہے کہ خلیجی جنگ میں عراق کو فتح حاصل ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ عام حالت میں جنوبی افریقہ نسل پرستی کے خطوط پر تقسیم ہے یعنی خلیج کے معاملے میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے۔ سفید لوگ انکی اکثریت جارج بش کی پیٹھ ٹھونکتی ہے۔ جب کہ سیاہ فام لوگ اور ایشیائی نسل کے باشندے پریذیڈنٹ صدر صدام حسین کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ سفید فام حکومت نے امریکہ کو ایک پیشکش کی تھی کہ وہ اسکے اڈوں کو اور بندرگاہوں کو استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن سیاہ فام اور ایشیائی لوگوں نے اسکی سخت مخالفت کی۔ ان دونوں کی آپس میں آبادی کی شرح ۵:۱ ہے پہلے وہاں یہ نعرہ تھا ایک آباد کار یعنی سفید اور ایک گولی۔ اب وہ لوگ یہ نعرہ لگاتے ہیں ایک امریکن اور ایک گولی۔ ایک مسلم لیڈر ایچ اسمٰعیل کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ حالات نے بش کو پاگل کر دیا ہے۔ اور یہاں حالات سے مطلب تیل کی بو ہے۔ یعنی بش کی ساری لڑائی تیل کے لئے ہے اسی طرح ایک ہندو نے کہا ہے کہ بش حقیقی معنوں میں ہٹلر ہے۔ جب کہ بعض سفید فام لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ جنگ دنیا کو آزادی کا سانس لینے کا موقعہ دینے کے لئے لڑی جا رہی ہے۔ ایک مسلمان لیڈر نے دعویٰ کیا ہے کہ عراق کے شانہ بشانہ لڑنے کے لئے اس نے دس ہزار رضاکار جمع کر لئے ہیں اور حکومت سے اجازت مانگی ہے کہ وہ انہیں شمال کی طرف سفر کرنے کی اجازت دے۔ لیکن ان کا خیال ہے کہ حکومت انہیں اجازت نہیں دے گی۔

ترکی اور قبرص

ترکی اور امریکہ کے ساتھ اب جو قرب حاصل ہوا ہے اس سے یونان میں تشویش پائی جاتی ہے۔ ان دونوں کا آپس میں غیر صحت مندانہ مقابلہ رہتا ہے اور اب یونان دیکھ رہا ہے کہ ترکی خلیجی جنگ کی بنا پر امریکہ کے زیادہ قریب آگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب جنگ شروع ہوئی تو ایسے لگتا تھا کہ یونان سویا ہوا ہے اور اسلئے وہ اس سلسلے میں کوئی خاص پالیسی تشکیل نہ دے سکا۔ لیکن دوسری طرف ترکی بالکل بیدار تھا۔ اور اس نے فوراً اہم فیصلے کر کے اپنے آپ کو امریکہ کے زیادہ قریب کر لیا ترکی کے صدر ترگت اوزال نے امریکہ کے جہازوں کو اپنے جنوب مشرقی اڈے سے استعمال کر کے عراق پر حملہ کرنے کے لئے ایک نیا محاذ کھولنے کی اجازت دے دی۔ اور امریکہ نے بغیر کسی تاخیر کے وہاں پیٹرائٹ میزائلز پہنچا دئیے تاکہ وہ عراق کے خلاف ترکی کی حفاظت کر سکیں۔ یونان کے لئے اس سے بھی زیادہ تشویش ناک بات یہ ہوئی کہ امریکہ نے ترکی کو آٹھ کروڑ ڈالر سے بھی کچھ زیادہ رقم اس رقم کے علاوہ دے دی جو ۱۹۹۱ء میں ملنے کے لئے فیصلہ ہو چکا ہے۔ یونان کو اس بات کا خطرہ ہے کہ امریکہ ترکی کو اس علاقے کا پولیس مین نہ بنا دے اور جنگ کے بعد وہ یہاں ایک سپر پاور بن کر نہ ابھر آئے یونان نے ایک سفارتی مہم شروع کی ہے اپنے وزیر خارجہ اینٹینس سنارس
(ANTONISSANARSS)
کو جلدی سے مصر اور شام اور اس کے بعد امریکہ دورے پر بھیج دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنی حفاظت ہمارا فرض ہے اور ہمیں دوسروں کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ وہ ہم سے زیادہ ہوشیار بن کر دکھا دیں مسٹر سنارس بش انتظامیہ پر زور دیں گے کہ وہ اس فیصلہ پر جو آج سے کافی عرصہ پہلے ہو چکا ہے قائم رہیں جسکے ذریعے اگر ترکی کو دس ڈالر کی امداد دی جاتی ہے تو یونان کو ۷ ڈالر کی امداد دی جائے گی۔ ۱۹۹۱ء میں اس طرح دی جانے والی رقم یونان کے لئے ۳۵۰ ملین ہوگی اور ترکی کے لئے ۵۰۰ ملین اور یہ نسبت اسوقت سے قائم ہے۔ جب ۱۹۷۴ء میں ترکی نے قبرص پر حملہ کیا تھا۔ اور ابھی تک اسکے ایک حصے پر قابض ہے۔ امریکہ جا کر مسٹر سنارس پریذیڈنٹ جارج بش سے بھی ملیں گے۔ اور سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر سے بھی اور ان دونوں کے علاوہ وہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل جاویئر پیریز ڈی کوئیار سے بھی ملیں گے ان کے پروگرام میں بعد ازاں عراق اور لیبیا بھی شامل ہیں۔ قاہرہ اور دمشق میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اس علاقے کی سرحدوں کو قائم رکھنا چاہیئے اور ان سے اس مدد کا مطالبہ کیا کہ ترکی واشنگٹن کی مدد سے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا نہ شروع کر دے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ اگرچہ ۱۹۴۷ء سے امریکہ کی ہمدردیاں یونان کے ساتھ ہیں اب اس کا امکان کم ہے کہ وہ یونان کیساتھ اس قسم کی ہمدردیاں جاری رکھے۔ مسٹر سنارس کو اس بات کا بھی ڈر ہے کہ وہاں وہ ترکی کے حق میں فضا پائیں گے۔ اور امریکہ یونان کی تشویش کو زیادہ اہمیت نہیں دے گا۔ یونان ان ممالک میں سر فہرست ہے جنہوں نے عراق کیخلاف پابندیاں لگانے میں امریکہ کا ساتھ دیا۔ اور اپنا ایک فریگیٹ بھی بحیرہ احمر میں اسلئے بھیجا کہ عراق کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن اس کے بعد جو حالات پیدا ہوئے۔ ان میں ترکی نے زیادہ اہمیت حاصل کر لی۔ اور اپنے آپ کو امریکہ کا اس علاقے کا ایک اچھا خاصا حمائتی ثابت کیا۔ جب یونان نے اتحادیوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسوقت انہوں نے یہ دلیل دی تھی۔ کہ اگر اسوقت عراق کے کویت پر قبضے کو مان لیا جائے تو اس بات کا امکان ہے کہ ترکی بھی قبرص پر اپنا حق جمانے کی کوشش کرے۔ اب زیادہ تر تشویش یہ ہے کہ ترکی امریکہ کے اتنا قریب جا چکا ہے کہ وہ قبرص کے متعلق اپنے ارادوں میں کسی قسم کی لچک پیدا کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا۔

مختصر مختصر

صدر گورباچوف نے تنظیم آزادئ فلسطین کے رہنما یاسر عرفات کو جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ دوسرا پیغام بھیجا ہے۔ یہ بات تنظیم آزادی فلسطین کی نیوز ایجنسی وافا نے بتائی ہے اور یہ پیغام اس تنظیم کے تیونس ہیڈ کوارٹر میں پہنچایا گیا ہے۔ پہنچانے والے روسی سفیر ولاڈی میر سوپچنکو (SOPCHENKO) تھے۔ تنظیم آزادئ فلسطین کے ذرائع کہتے ہیں۔ کہ یاسر عرفات نے عراق کے ساتھ باقاعدہ رابطہ رکھا ہوا ہے۔ خاص طور پر اسوقت سے جبکہ امریکہ اور اُسکے اتحادیوں نے عراق کے ساتھ جنگ شروع کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ماسکو جنگ بندی کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکی یہ بھی کوشش ہے کہ عراق کویت سے اپنی فوجیں نکال لے۔

جو الفضل خرید کر نہیں پڑھ سکتے۔ ان کو اپنا پرچہ پڑھنے کے لئے دے دیا کریں (واپسی کی شرط پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نامہ نگار خصوصی

ہماری تاریخ

۷ مئی ۱۹۳۲ء کو سیسل ہوٹل میں کشمیر کمیٹی کا اجلاس حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب صدر کمیٹی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں جن ارکین نے شرکت کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ ملک برکت علی۔ حاجی شمس الدین۔ سید محسن شاہ۔ مولانا جلال الدین شمس۔ مولانا عبدالمجید سالک۔ پروفیسر سید عبدالقادر۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ۔ مولوی عصمت اللہ۔ پروفیسر مولانا علم الدین سالک۔ ڈاکٹر عبدالحق۔ پیر اکبر علی۔ چوہدری اسداللہ خان۔ خان بہادر حاجی رحیم بخش۔ مولانا غلام مصطفٰے۔ میاں فیروز الدین احمد۔ چوہدری محمد شریف۔ شیخ نیاز علی۔

یہ وہ اجلاس ہے جس میں صدر محترم نے اپنا استعفٰے پیش کیا۔ استعفٰے پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا

"وہ ممبران جو کمیٹی کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہتے ہیں ان میں سے بعض کو شائد یاد ہو کہ میں نے گذشتہ سال ایک اجلاس کے موقعے پر خود ہی یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اب ایک سال گذر چکا ہے۔ اس لئے عہدے داران کا نیا انتخاب ہونا چاہیئے۔ لیکن ۸۰ ممبروں میں سے جن کے دستخط مذکورہ بالا تحریر پر ثبت ہیں۔ بعض نے یہ خیال ظاہر کیا تھا جس کی کسی دوسرے ممبر نے تردید نہیں کی تھی کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کوئی مستقل کمیٹی نہیں۔ بلکہ ایک عارضی کام کے لئے اور تھوڑے عرصے کے لئے اس کا قیام ہوا ہے اس لئے اس کے عہدہ داران کا سالانہ انتخاب ضروری نہیں۔"

پھر سول ملٹری گزٹ کے نوٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں جو باتیں لکھی گئی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مطالبہ عام مروجہ قواعد کی بناء پر نہیں ہے بلکہ اصل میں اس کا محرک یہ ہے کہ ایک احمدی کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر سول کی یہ تحریر کشمیر کمیٹی کی اکثریت کے منشاء کے خلاف ہے تو میں اس مطالبے کا حق رکھتا ہوں کہ اس کی تردید تحریر مذکورہ پر دستخط کرنے والے ممبروں کی طرف سے سول وغیرہ میں شائع کرائی جائے۔ لیکن برخلاف اس کے اگر ممبران کمیٹی کے اشارے سے شائع کیا گیا ہے تو اس میں یقیناً اس سلسلے کی ہتک ہے جس کا ایک فرد ہونے کو میں اپنے لئے موجب فخر سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک ان خیالات کی موجودگی میں (جو اس اخباری اعلان کی تہہ میں پائے جاتے ہیں) نہ صرف میرا صدر رہنا بلکہ اس کا ممبر رہنا بھی جائز نہ ہوگا۔ اور ان خیالات کے معلوم کر لینے کے بعد میں بھی اپنی ہتک خیال کروں گا کہ اس کمیٹی کا ممبر رہوں۔ جو اس سلسلے کے افراد سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہ ہوں جس کا میں ممبر ہوں۔ پس گو عام حالات میں میں تغیر عہدہ داران کو مفید سمجھتا ہوں بلکہ خود اس سوال کو ممبران کے سامنے کئی دفعہ پیش کر چکا ہوں۔ اور اگر سول کا یہ نوٹ شائع نہ ہوتا تو باوجود صدارت سے الگ ہو جانے کے میں ہر طرح سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی امداد کرتا اور اس کے لئے صدر اور سیکرٹری سے پورا تعاون کرتا۔ لیکن اس اعلان کے بعد جو بظاہر حالات یقیناً بعض دستخط کنندگان کے اشارے سے لکھا گیا ہے کیونکہ اس پرائیوٹ تحریر کا سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار کو کسی طرح علم نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اگر ہوتا بھی تو بہر حال وہ یہ وجہ اپنے پاس سے نہیں تراش سکتا تھا۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ کشمیر کمیٹی کے سامنے یہ بات رکھ دوں کہ اگر ممبران کشمیر کمیٹی کی اکثریت اس اعلان کے مفہوم سے متفق ہے اور فی الواقعہ میری احمدیت ہی اس تحریک کا موجب ہوئی ہے تو میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی ممبری سے استعفٰے دیتا ہوں۔ جو کہ مذکورہ بالا صورت میں باقاعدہ طور پر نئے سیکرٹری صاحب کو بھجوا دیا جائے گا۔"

کہتے ہیں کہ جب اس تحریر کو اجلاس میں پڑھا گیا تو ممبران نے اخبار سول کے نوٹ سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسی وقت یہ قرارداد منظور کی۔

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا یہ جلسہ سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع شدہ بیان سے کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے متعدد ارکان نے ایک درخواست اس امر کی بھیجی ہے کہ آئندہ کمیٹی کا صدر غیر قادیانی ہوا کرے قطعی علیحدگی کا اظہار کرتا ہے۔ نیز یہ جلسہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے مسلمانان کشمیر کے لئے جو گراں بہا اور مخلصانہ خدمات انجام دی ہیں ان پر آپ کا شکریہ ادا کرے۔"

استعفٰے کے ردعمل کے طور پر ریاست کشمیر کے ہر حصے میں صدمے اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔ پونچھ کے ایک عظیم جلسہ ۱۶ مئی ۱۹۳۳ء میں یہ قرارداد منظور کر کے اخبارات کو اور حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو بھجوائی گئی۔

"ہمیں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب پریذیڈنٹ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے مستعفی ہو جانے کی خبر سن کر بہت صدمہ ہوا ہم آپ کے شاندار کام کا دل سے اعتراف کرتے ہیں جس کے لئے وہ صدق دلانہ تعریف کے مستحق ہیں۔"

چوہدری غلام عباس صاحب نے ۷ جون ۱۹۳۳ء کو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو لکھا۔

"آنجناب نے جو کچھ اس وقت تک مظلومان کشمیر کے لئے کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور کسی تشریح کا محتاج نہیں بندہ کو امید واثق ہے کہ آنجناب گذشتہ ایثار کے پیش نظر پھر مظلوم مسلمانان کشمیر کی حمایت کے لئے کمربستہ ہو جائیں گے کیونکہ حالات سخت نازک صورت اختیار کر رہے ہیں اور آنجناب کی مساعی جمیلہ کی از حد ضرورت ہے۔ ع

برکریما کارہا دشوار نیست"

۱۲ اراکین میں سے جنہوں نے انتخاب کا مطالبہ کیا تھا۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر مدیر انقلاب نے اس اجلاس کے جو تفصیلی حالات لکھے اس میں تحریر فرمایا۔

"میں نے یہ کہا تھا کہ عہدہ داروں کے انتخاب کی درخواست پر میرے بھی دستخط ثبت ہیں۔ لیکن میں خود سیکرٹری تھا اور میرے سامنے اگر دن میں دس مرتبہ بھی ایسی درخواستیں آتیں تو میرے لئے مناسب یہی تھا کہ ان پر بلا تامل دستخط کرتا اس لئے کہ دستخط نہ کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا کہ میں اپنے عہدے پر قائم رہنے کا خواہاں ہوں۔ لیکن مرزا صاحب کا استعفٰے منظور نہیں ہونا چاہیئے یہ اس لئے کہ میری دیانتداری کے ساتھ یہ رائے ہے کہ اس سے کشمیر کمیٹی کے اختیار کردہ کام میں خلل پڑ جائے گا۔ اس پر مختلف اصحاب نے میری تعریف کی۔"

مولانا سید حبیب صاحب نے لکھا

"لاہور کے بعض ارکان کشمیر کمیٹی میں یہ تحریک جاری تھی کہ کمیٹی کے عہدہ داروں کا جدید انتخاب ہو۔ مجھ سے بھی اس تحریک کی تائید کے لئے کہا گیا اور میں نے بھی متعلقہ کاغذ پر دستخط کئے۔ لیکن افسوس ہے کہ معلومہ حادثہ کی وجہ سے میں جلسے میں موجود نہ تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس جلسہ میں مرزا صاحب کا استعفٰے منظور کر لیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے چوہدری غلام رسول مہر نے بھی سیکرٹری کے عہدہ سے استعفٰے داخل کر دیا ہے اور ان کی جگہ ملک برکت علی کا تقرر عمل میں آیا۔ میں خوش ہوں کہ ایسا ہوا۔ اس لئے کہ میری دانست میں اپنی اعلیٰ قابلیت کے باوجود ڈاکٹر اقبال اور ملک برکت علی دونوں اس کام کو چلا نہیں سکیں گے اور یوں دنیا پر واضح ہو جائے گا کہ جس زمانے میں کشمیر کی حالت نازک تھی اس زمانہ میں جن لوگوں نے اختلاف عقائد کے باوجود مرزا صاحب کو صدر منتخب کیا تھا۔ انہوں نے کام کی کامیابی کو زیر نگاہ رکھ کر بہترین انتخاب کیا تھا۔ اس وقت اگر اختلافات عقائد کی وجہ سے مرزا صاحب کو منتخب نہ کیا جاتا تو تحریک بالکل ناکام رہتی اور امت مرحومہ کو سخت نقصان پہنچتا۔ میری رائے میں مرزا صاحب کی علیحدگی کمیٹی کی موت کے مترادف ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارے انتخاب کی موزونیت اب دنیا پر واضح ہو جائے گی۔"

بقیہ: ص۱ سے آگے

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حال پوچھتی ہوں۔ ان کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا وہ تو زندہ سلامت ہیں۔ عورت نے کہا (تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ ہیں تو کسی کی موت کی پرواہ نہیں۔ تو اتنے رشتہ دار اس عورت نے قربان کئے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اس عورت کی نیتوں میں کچھ تو فرق تھا کہ ابراہیمؑ کے محض ارادہ کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے مگر اس عورت کی ان قربانیوں کا ایسا نتیجہ نہیں نکلا۔ اسی طرح عبداللہ بن ابی ابن سلول کے بیٹے نے اپنے باپ کو اس لئے قربان کرنا چاہا کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور گستاخی کی تھی یہ قربانیاں بجائے خود تو بہت بڑی تھیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نیت کا مقابلہ ان کی نیت نہیں کر سکتی۔ اسی لئے نتیجہ میں فرق ہوا۔ اسی طرح مسلمانوں کی عراق میں ایرانیوں سے جب جنگ ہو رہی تھی تو ایرانی میدان میں ہاتھی لائے تھے۔ وہ مسلمانوں کو کچلتے پھرتے تھے اور ایسی حالت مسلمانوں کی ہو گئی تھی کہ اگر وہاں شکست ہو جاتی تو ایران و عراق میں مسلمانوں کی فتوحات کا خاتمہ ہو جاتا۔ اس وقت ایک مسلمان عورت کے چار بیٹے تھے۔ اس نے ان چاروں کو بلایا اور کہا میں نے تمہیں پرورش کیا اور تمہارے باپ کی کبھی خیانت نہیں کی۔ میرا تم پر حق ہے اور وہ حق میں آج اس طرح مانگتی ہوں کہ تم چاروں جاؤ اور اسلام کی

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

احمدیہ جنتری ۱۹۹۱ء

احمدیہ جنتری ۱۹۹۱ء

ناشر و مرتب شیخ عبدالماجد۔ لاہور

یہ جنتری ۱۹۱۸ء میں پہلی دفعہ شائع کی گئی تھی۔ اور اسکے شائع کرنیوالے محترم محمد یامین صاحب تاجر کتب تھے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے احباب نے اکثر دیکھا ہو گا کہ کسی نہ کسی احمدیہ بیت الحمد کے باہر ایک یا دو چارپائیاں رکھ کر چھوٹی چھوٹی نہایت مفید کتابیں فروخت کے لئے پیش کی جایا کرتی تھیں یہ صاحب محترم محمد یامین تاجر کتب تھے جنہوں نے جنتری کے علاوہ اور بھی متعدد چھوٹی چھوٹی کتب شائع کر رکھی تھیں یہ کتب بچوں اور بڑوں کے لئے یکساں مفید تھیں اسلئے کہ زبان آسان اور طرز تحریر قابلِ فہم اور موضوع ان کے احمدیت کے مختلف پہلو ہوا کرتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جو جنتری پہلی دفعہ ۱۹۱۸ء میں شائع کی گئی تھی۔ وہ آج بھی نہایت باقاعدگی کے ساتھ شائع کی جارہی ہے۔ محترم محمد یامین صاحب کے بعد آپ کے بیٹے نے اس جنتری کا تسلسل جاری رکھا اور ان کے بعد اب محترم شیخ عبدالماجد ابن حضرت شیخ عبدالقادر صاحب اسے اشاعت پذیر کرتے ہیں۔ شیخ عبدالماجد صاحب کا پتہ

الحسنین منزل۔ حسن مارکیٹ

نیو سمن آباد۔ لاہور۔ ہے اور

ان کے علاوہ یہ کتاب ربوہ میں افضل برادرز گول بازار۔ کراچی میں مکرم لطیف احمد صاحب شاد احمدیہ ہال میگزین لین۔ صدر کراچی گوجرانوالہ میں مکرم حکیم عبدالحمید صاحب مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر اور بھارت میں قادیان سے مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے رکن صدر انجمن احمدیہ قادیان مل سکتی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب انگلستان میں جناب ایم اے چوہدری صاحب ۹۔ فیرارو کلوز ہسٹن مڈکس یو کے، ٹی ڈبلیو ۵ او یو۔ کیو۔ FERRARO CLOSE HESTON - MIDDX ۔ اور کینیڈا میں احمد ٹریڈنگ اور مارکیٹنگ ۱۶۱۶ جیرارڈ سٹریٹ GERRARD. ٹارنٹو (او۔ این۔ ٹی) ایم۔ ۴ ایل۔ ۲۱۵ سے مل سکتی ہے

جنتری کے متعلق شیخ عبدالماجد صاحب کہتے ہیں۔ محترم میاں محمد یامین صاحب نے قادیان سے ۱۹۱۸ء میں احمدی جنتری کا اجرا کیا۔ اور زندگی بھر یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حافظ مبین الحق صاحب نے اسکی اشاعت کا اہتمام اپنے ذمے لیا۔ ازاں بعد آپ کے دوسرے صاحبزادے محترم رانا محمد یوسف صاحب اسکی تدوین و اشاعت کا کام بڑی ہمت و مستعدی سے کر رہے ہیں۔ بیرون وطن ہونے کی وجہ سے مکرم رانا صاحب نے ۱۹۹۰ء سے احمدی جنتری کی ترتیب و اشاعت اس عاجز کے سپرد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس فرض کی بجا آوری کی احسن رنگ میں توفیق عطا فرمائے

اس جنتری میں صرف تاریخوں اور مہینوں ہی کا اندراج نہیں ہوتا بلکہ یہ کتابچہ دین حقہ کی فضیلت، غلط فہمیوں کا ازالہ، اخلاقی، تربیتی مضامین پر مشتمل ہونے کے علاوہ معلوماتی نکات کا بھی ایک مرقع ہے۔ اب یہ رسالہ مغرب میں بھی شوق سے پڑھا جانے لگا ہے۔

طباعت میں جو سہولتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس جنتری کو مصور کر دیا گیا ہے۔ اسمیں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ، حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرالعزیز کے علاوہ جماعت کے بعض اکابرین اور واقفین نو کی تصاویر شامل ہیں۔ امید ہے احباب اس سے حسبِ ضرورت مستفید ہوں گے۔ قیمت بارہ روپے ہے جہاں سے مل سکتی ہے وہ پتے درج کر دیئے گئے ہیں۔

بقیہ: صہ ۶ سے آگے

حفاظت میں جان دے دو۔ مگر پیچھے نہ ہٹو۔ جان دینے کے لئے بھیجنا یہ بھی ایک قربانی ہے مگر اس کے چار بیٹے دے دینے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹا قربان کرنے میں بڑا فرق تھا اور وہ فرق نیت کا ہی تھا جس سے معلوم ہوا کہ نیت پر ہی ہر قسم کے اعمال کا نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی نسبت فرمایا کہ ان کی بزرگی ان کی نمازوں کے باعث نہیں ہے بلکہ اس بات کے باعث ہے جو ان کے دل میں ہے۔ یعنی نیت۔ پس درجہ کو بڑھانے والی عمل سے بڑھ کر نیت ہوتی ہے جیسی اعلیٰ نیت ہو ویسا ہی اعلیٰ نتیجہ نکلتا ہے۔"

(خطبہ عید الاضحی فرمودہ ۱۷ ستمبر ۱۹۱۸ء)

نمائندہ خصوصی

ربوہ میں کُل پاکستان مشاعرہ

مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ کو ایوانِ محمود ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان مشاعرہ منعقد ہوا جس میں ملک کے نامور شعراء نے شرکت کی جناب حبیب جالب، جناب قتیل شفائی، جناب منو بھائی، جناب شہزاد احمد، جناب عبیداللہ علیم، جناب غلام جیلانی اصغر، جناب مولانا نسیم سیفی، جناب اکبر حمیدی اور جناب احمد مبارک کے علاوہ متعدد دیگر شعراء نے بھی شرکت کی۔

مشاعرہ کے دو دور بنائے گئے تھے۔ پہلے دور کی صدارت محترم چوہدری شبیر احمد صاحب نے کی اسٹیج سیکرٹری مکرم لئیق احمد عابد تھے۔ دوسرے دور میں محترم چوہدری محمد علی صدر محفل تھے اور جناب احمد مبارک سٹیج سیکرٹری تھے۔

مشاعرہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم امین الرحمٰن صاحب نے کی۔ بعد ازاں حضرت فضلِ عمر (اللہ آپ سے راضی رہے) کا کلام

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

مکرم نثار احمد صاحب نے ترنم سے سنایا۔

اس کے بعد مشاعرے کے پہلے دور کا آغاز ہوا۔ اس میں جن شعراء کرام نے اپنا کلام پیش کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں جناب لئیق احمد عابد، جناب محمد اکبر فانی، جناب بشیر احمد ظفر، جناب افضل عشرت (پنجابی)، جناب مبارک احمد ظفر، جناب شاہد ربانی (پنجابی)، جناب طاہر ندیم، جناب محمد اعظم لنگاہ، جناب مجیدالدین، جناب خلیق فائق، جناب ڈاکٹر حمید اللہ نصرت پاشا، جناب میر بشیر احمد طاہر اور جناب چوہدری شبیر احمد صاحب۔

مشاعرے کے دوسرے دور میں مندرجہ ذیل شعرائے کرام نے اپنا کلام پیش کیا۔ جناب فرید احمد نوید، جناب رفیع رضا، جناب اخلاق عاطف، جناب سید محمود احمد فہیم (پنجابی) جناب راجہ نذیر احمد ظفر، جناب یعقوب امجد (کھاریاں)، جناب یونس حیات سرگودھا، جناب یوسف خالد، جناب یوسف سہیل شوق، جناب ناصر رشید، جناب منظفر منصور لاہور، جناب عامر سہیل، جناب عارف ثاقب لیہ، جناب شعیب جاذب لیہ۔ جناب عبدالکریم خالد، جناب جاذب ناصری۔ جناب اکرم محمود کاشف سرگودھا، جناب محمد خالد، جناب مبارک احمد عابد، جناب پروفیسر سبطِ حسن ترمذی، جناب عبدالرزاق ناگی، جناب سلیم اختر۔ لیہ، جناب اکبر حمیدی، جناب طفیل عامر نجمی، جناب مولانا نسیم سیفی، جناب غلام جیلانی اصغر جناب منو بھائی، جناب عبیداللہ علیم، جناب شہزاد احمد، جناب حبیب جالب، جناب قتیل شفائی اور آخر میں صدر محفل جناب چوہدری محمد علی صاحب نے اپنا کلام پیش کیا۔

یہ مشاعرہ شام ساڑھے سات بجے شروع ہوا اور رات بارہ بجے اختتام کو پہنچا۔ ایوان محمود کا وسیع و عریض ہال پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ احباب نے شعراء کرام کو بھرپور داد و تحسین سے نوازا۔

بقیہ: صہ ۳ سے آگے

کافی نہیں۔ جب تک ایمان کے ظہور کی علامات نہ ہوں۔ اس وقت تک انسان ایمان لانے والا نہیں ہو سکتا۔

نیکی میں جتنی جلدی کیجائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے

حضرت فضل عمر

۲۔ نومبر ۱۹۹۰ء کو حضور انور نے تحریک جدید کے مالی جہاد کے سال ۵۷ کا اعلان فرما دیا ہے۔ سال رواں کے شروع میں فارم بھجواتے وقت اور بعد میں بھی ایک سرکلر کے ذریعہ جماعتوں کو یاددہانی کروا دی گئی تھی۔ کہ وعدہ جات کا کام جلد از جلد مکمل فرمائیں۔ بعض جماعتوں کی طرف سے ابھی تک وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ صدر/امراء صاحبان سے گذارش ہے کہ اس طرف فوری توجہ فرما دیں۔

وکیل المال اوّل۔ تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلا تبصرہ

موجودہ دور سے ارتداد کی سزا کا کوئی تعلق نہیں

یہ سزا رسول اکرمؐ پر براہ راست ایمان لانے والوں تک محدود تھی ۔ قید کی سزا اسلامی مزاج کے منافی ہے

اسلام نے دیت کیلئے کوئی رقم طے کی نہ طریق کار ــــــ جاوید احمد غامدی کا لیکچر

لاہور (نامہ نگار خصوصی) ارتداد کی سزا رسول اکرمؐ پر براہ راست ایمان لانے والے افراد تک ہی محدود تھی ۔ موجودہ دور میں اسلامی حدود سے اس کا کوئی تعلق نہیں جبکہ قید کی سزا بھی اسلامی مزاج کے منافی ہے ۔ ان خیالات کا اظہار ممتاز اسکالر جاوید احمد الغامدی نے گذشتہ روز الحمراء ہال میں اسلامی حدود و تعزیرات کے موضوع پر مجلس مذاکرہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا ۔ مہمان خصوصی وفاقی شرعی عدالت کے سابق جج جسٹس گل محمد تھے ۔ جاوید احمد الغامدی نے کہا کہ ارتداد کی سزا صرف ان لوگوں تک محدود تھی جو حضور اکرمؐ پر براہ راست ایمان لائے تھے ۔ دیت کی ادائیگی کے سلسلہ میں انہوں نے کہا کہ اسلام نے دیت کی نہ تو کوئی رقم متعین کی ہے اور نہ اس کے حصول کا کوئی طریقہ کار وضع کیا ہے بلکہ اس کو حالات پر چھوڑ دیا گیا ہے ۔ جسٹس گل محمد نے اپنے صدارتی خطبے میں اسلامی سزاؤں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ جن ممالک میں اسلامی سزائیں نافذ ہیں زمانہ گواہ ہے کہ وہاں جرائم کی تعداد بھی بہت کم ہے ۔

(روزنامہ پاکستان ۱۰ ؍ فروری ۱۹۹۱ء)

ضروری اعلان

○ "فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ناک ، کان ، اور گلے کی بیماریوں کے علاج کے لئے اس شعبہ کے ایک ماہر ڈاکٹر کا انتظام کیا گیا ہے ۔ پروگرام کے مطابق ڈاکٹر صاحب ہر ماہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو صبح ۷/۱ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک مریضوں کا معائنہ فرماتے ہیں ۔ مریضوں کی سہولت کیلئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ وہ معائنہ اور علاج سے پہلے جنرل ڈیوٹی میڈیکل آفیسر سے مشورہ کر کے ہسپتال کی پرچی پر ENT سپیشلسٹ کے لئے وقت لے لیں اور مقررہ وقت پر تشریف لے آئیں ۔

جن مریضوں کو اپریشن کی ضرورت ہو ۔ محترم ڈاکٹر صاحب ان مریضوں کا اپریشن بھی فضل عمر ہسپتال میں ہی کرتے ہیں وہ دس سے زائد مریضوں کا نہایت کامیابی سے اپریشن کے ذریعہ علاج کر چکے ہیں ۔ اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے ۔"

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ۔ ربوہ

لیئر اور برائلر مرغیوں کیلئے
بہترین معیاری اور متوازن
پنجاب پولٹری فیڈ
اب تھوک کے علاوہ پرچون بھی دستیاب ہے
ربوہ پولٹری فیڈ سٹور نزد چرخہ ہاؤس
کالج روڈ ربوہ
ڈیلر پنجاب فیڈز لمیٹڈ

بے اولاد
مردوں کے لئے کورس -/200
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کے لئے کورس -/75
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/- اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت
کیور یٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون : ۶۰۷ ، ۶۰۶ ، ۷۷۱

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے تیونس کے وزیر اعظم اور فلسطینی رہنما یاسر عرفات سے خلیج کی صورت حال پر مذاکرات کئے ۔

○ جدہ سے پاکستانیوں کو واپس لانے کے لئے چار دن تک پی آئی اے کی خصوصی پروازیں چلائی جائیں گی ۔

○ حزب اختلاف کی اپیل پر اتوار کو ملک بھر میں عراق پر امریکی جارحیت اور ظالمانہ بمباری کے خلاف احتجاجی جلوس نکالے گئے اور ملک کے بعض حصوں میں ہڑتال کی گئی ۔ تاہم کئی شہروں میں تجارتی مرکز کھلے رہے ۔

○ لاہور میں آل پارٹیز کی طرف سے نکالے گئے مرکزی جلوس پر انار کلی میں ایک بلڈنگ سے پتھراؤ کے بعد زبردست ہنگامہ ہو گیا ایک گھنٹہ تک فائرنگ اور پتھراؤ جاری رہا اس جلوس کی قیادت نوابزادہ نصر اللہ خان اور پی ڈی اے کے رہنما کر رہے تھے پتھراؤ سے پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق اور کئی دوسرے لیڈر زخمی ہو گئے ۔

○ راولپنڈی میں احتجاجی جلوس سے خطاب کرتے ہوئے بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ حکومت نے حزب اختلاف کی ہڑتال کو ناکام بنانے کے لئے کثیر تعداد میں کارکنوں کو گرفتار کر لیا اور عوام کو ڈرا دھمکا کر زبردستی کاروباری ادارے کھولنے پر مجبور کیا ۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ تمام گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے ورنہ ملک گیر تحریک شروع ہو سکتی ہے ۔

○ جھنگ میں پانچویں روز بھی کرفیو نافذ رہا پولیس نے ۵ سو افراد کو گرفتار کر لیا ہے کرفیو میں وقفے کے دوران خواتین نے ایک احتجاجی جلوس نکالا جسے منتشر کرنے کے لئے پولیس نے آنسو گیس پھینکی اور ہوائی فائرنگ بھی کی ۔

○ اتوار کو چار بجے صبح چترال میں زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے ۔ کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی ۔

غیر ملکی خبریں

○ غیر وابستہ تحریک کے وزرائے خارجہ کا اجلاس منگل سے یوگوسلاویہ کے دارالحکومت بلغراد میں شروع ہو رہا ہے ۔ یہ اجلاس خاص طور پر خلیج میں جنگ بند کروانے کے لئے بلایا گیا ہے ۔

○ برازیل میں ایک بس دریا میں جا گری جس سے ۴۱ افراد ڈوب کر ہلاک ہو گئے ۔

○ عراقی حکومت نے پاکستانی وزیر اعظم کے امن مشن پر سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس مشن کا مقصد صرف پاکستانی عوام کے غصہ کو ٹھنڈا کرنا ہے ۔

○ اتحادی ملکوں نے کمپیوٹرائزڈ بکتر بند گاڑیاں خلیج میں بھیجی ہیں جو زہریلی گیس کے ذخائر کا پتہ لگائیں گی ۔

○ امریکی وزیر دفاع نے کہا ہے کہ عراق کی فوجی صلاحیت پریشان کن ہے ۔ اس کی فوجی قوت کا بڑا حصہ ابھی محفوظ ہے ۔

○ خلیج میں اتحادی کمانڈروں نے عراق پر زمینی حملہ کو ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ابھی مزید دو ہفتے تک فضائی بمباری جاری رکھی جائے گی ۔

○ افغان مجاہدین کے دستے سعودی عرب بھیجنے پر عبوری حکومت میں پھوٹ پڑ گئی ہے افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم نے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ چند ڈالروں کے عوض خود کو فروخت کرنے والے افغان قوم کے غدار ہیں ۔

○ لتھوانیا کے ریفرنڈم میں ۹۵ فیصد ووٹروں نے سوویت یونین سے آزادی کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے ۔

○ بھارتی جنتا دل پارٹی نے فوری طور پر ملک میں عام انتخابات کروانے کا مطالبہ کیا ہے ۔

قدرت ثانیہ کے مظہر اول کے مشہور شاگرد
حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
بے اولاد ۔ نرینہ اولاد سے محروم
اٹھراء ۔ بچوں کا سوکھا پن
گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴ ، ربوہ فون ۹۰۶ ، لاہور
قلعہ کالروالہ ، ملتان ، کراچی